امامت کی فضیلت، استحقاق اور افضلیت

امامت کی فضیلت کا ثبوت:

سوال: زید کہتا ہے کہ امامت کا ثواب کہیں قرآن وحدیث، یا فقہ کی کتابوں سے ثابت نہیں، اسی وجہ سے میں امامت نہیں کرتا تو کیا واقعی کسی حدیث میں امامت کے ثواب کا کوئی درجہ ہے، اگر ہو تو استدلالاً حدیث صحیح سے جواب عطا فرمایا جائے؟

الجواب

فضیلت امامت میں حسب ذیل احادیث وارد ہیں، جو اس وقت میری نظر سے گذری ہیں۔

عن عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ عنہما أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: "من أم قومًا فلیتق اللّٰہ ولیعلم أنہ ضامن مسؤول لماضمن وإن أحسن کان لہ من الأجر مثل أجر من صلیٰ خلفہ، من غیر أن ینقص من أجورھم شیئًا وما کان من نقص فھو علیہ". (رواہ الطبرانی فی الأوسط من روایة معارک بن عباد) (قلت: وھو حسن علیٰ قاعدة المنذری کما لایخفی)

وعن عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ عنہما، أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: " ثلٰثة علیٰ کثبان المسک، أراہ قال: یوم القیامة، عبد أدی حق اللّٰہ وحق موالیہ، ورجل أم قومًا وھم بہ راضون ورجل ینادی بالصلوات الخمس فی کل یوم ولیلة ". (رواہ أحمد والترمذی وقال: حدیث حسن)

ورواہ الطبرانی فی الصغیر والأوسط بإسناد لا بأس بہ ولفظہ: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: " ثلاثة لایھولھم الفزع الأکبر ولاینالھم الحساب وھم علیٰ کثیب من مسک، حتیٰ یفرغ من حساب الخلائق: رجل قرأ القرآن ابتغاء وجہ اللّٰہ وأم بہ قومًا وھم بہ راضون. (الحدیث)(۱)

ان احادیث سے امامت کی حسب ذیل فضیلتیں ثابت ہوئیں، بشرطیکہ امام شرائط صلوٰة کی پوری رعایت کرے۔

(۱) جتنے آدمی اس کے پیچھے ہوتے ہیں، ان سب کی نمازوں کے برابر اس کو بھی ثواب ملتا ہے اور اس کی نماز کا ثواب علاحدہ ہے۔

(۱) کذا فی الترغیب للمنذری: ۷۸/۱ ((الترغیب فی الإمامة والاحسان، والترھیب منھا عدمھا، رقم الحدیث: ۶۶۰-۶۶۲، انیس)

(۲)　قیامت کی گھبراہٹ سے مامون رہے گا۔

(۳)　حساب کتاب سے محفوظ رہے گا۔

(۴)　مشک کے ٹیلوں پر قیامت میں بےفکر بیٹھا رہے گا، یہاں تک کہ مخلوق حساب سے فارغ ہو اور فقہا نے لکھا ہے کہ امامت اذان سے افضل ہے؛ کیوں کہ امام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کا حق ادا کرتا ہے۔(۱)

۷رشوال ۱۳۴۰ھ۔ (امداد الاحکام: ۱۱۶/۲-۱۱۷)

امام کا مرتبہ:

سوال: اسلام میں امام کا مرتبہ ومقام کیا ہے؟

هو المصوب

اسلام میں امام کا مقام بہت اہمیت کا حامل ہے، امامت سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت صحابہ کرام ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم امامت جبرئیل کے بعد سے تاحیات امامت فرماتے رہے، آپ کے عذر کی حالت میں اور آپ کے مابعد تمام خلفاء راشدین اور مسلم سلاطین اس منصب کو اپنے لیے شرف کا باعث سمجھتے ہوئے امامت کرتے رہے ہیں۔(۲)

تحریر: محمد طارق ندوی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲۵۹/۲)

---

(۱)　قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صلاة ينطحون علىٰ كثبان المسك يوم القيامة في الجنة، رجل دعا إلىٰ الصلوات الخمس في اليوم والليلة يبتغي بذلك وجه الله، ورجل تعلم كتاب الله فأم به قوم وهم به راضون، وعبد مملوك يشغله رق الدنيا عن طاعة الله. (المصنف لعبد الرزاق، كتاب الصلاة، باب الإمامة وفيها (رقم الحديث: ۱۸۷٦) ۱/ ٤۸۸، انيس)

(۲)　الإمام ضامن والمؤذن مؤتمن اللهم أرشد الأئمة واغفر للمؤذنين. (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب مايجب على المؤذن من تعاهد الوقت، رقم الحديث: ۵۱۷ (وكذا في سنن الترمذي، كتاب الصلاة، باب ماجاء أن الإمام ضامن والمؤذن مؤتمن، رقم الحديث: ۲۰۷)

... ولذلك نقل عن الصحابة رضي الله عنهم أجمعين أنهم كانوا يتدافعون الإمامة والصحيح أن الإمامة أفضل، إذ واظب عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبوبكر وعمر رضي الله عنهما والأئمة بعدهم ... فقد قال صلى الله عليه وسلم: أئمتكم شفعاؤكم، أو قال: وفدكم إلىٰ الله فإن أردتم أن تزكوا صلاتكم فقدموا خياركم. وقال بعض السلف: ليس بعد الأنبياء أفضل من العلماء، ولا بعد العلماء أفضل من الأئمة المصلين؛ لأن هؤلاء قاموا بين يدى الله عزوجل وبين خلقه: هذا بالنبوة وهذا بالعلم وهذا بعماد الدين وهو الصلاة. (احياء علوم الدين: ۲۳۵/۱) (كتاب أسرار الصلاة، الباب الرابع في الإمامة والقدرة، وفي أركان الصلاة وبعد السلام، إلخ، انيس)

نفل حج کرنا افضل ہے، یا امامت:

سوال: زید ایک مسجد کا امام ہے، اسی مسجد میں ۳۴ر سال سے امامت کرتا ہے، زید امام وخطیب قاضی ومدرس ہے، ۳۴ر سال سے اس مسجد میں خدمت انجام دے رہا ہے، اسی دوران زید نے ۹ر حج کئے اور ان شاء اللہ امسال بھی حج پر جانے کا موقع ہے؛ لیکن ٹرسٹیان، مسجد کے ذمہ داران کی جانب سے رکاوٹ آ گئی ہے، یہ حضرات حج کو جانے سے منع کرتے ہیں، حج کرو، یا امامت کرو۔ امامت کرنا ہو تو حج کو مت جانا، میری خواہش ہے کہ ہر سال حج کروں؛ لیکن حج کرنے میں امامت چھوٹ جائے گی، جو ہمیشہ کا کام ہے، آپ مجھے بتائیں کہ حج کو جانا بہتر ہے، یا امامت کا کرنا؟

(۲) امام صاحب اگر فرض نماز میں جہری دعا کرے تو کیا حکم ہے، گناہ ہے، یا بدعت؟

هو المصوب

حج فرض آپ ادا کر چکے ہیں، جبکہ امامت آپ کی ذمہ داری ہے، اگر آپ کے ذمہ دار اس کی اجازت نہیں دے رہے ہیں اور آپ کے لیے امامت کرنا ضروری ہے تو امامت مقدم ہوگی، اگر امامت کرنا ضروری نہیں ہے اور آپ حج بغیر ریا کے کرنے کے خواہش مند ہیں تو آپ کے اختیار میں ہے، آپ جس کو چاہیں منتخب کر لیں۔

(۲) دعا جہری جائز ہے؛ لیکن سری دعا افضل ہے۔(۱)

تحریر: مسعود حسن حسنی۔ تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲/ ۲۶۱-۲۶۲)

کیا امام، امامت سے استاذ بن جاتا ہے:

سوال: چند مسائل درپیش ہیں، جن کا جواب درکار ہے۔

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین دریں مسئلہ کہ کسی شخص کے پیچھے نماز پڑھنے سے وہ استاذ بنتا ہے، یا نہیں؟ اور اگر وہ استاذ بن جاتا ہے تو کیا اس کا احترام بھی اسی طرح ضروری ہے، جیسا کہ عام مروجہ استاذوں کا احترام کیا جاتا ہے؟

(۲) عام عرف میں امام کو استاذ کہا جاتا ہے، کیا یہ استاذیت، امامت کی خصوصیت ہے، یا مطلق نماز پڑھنے کی؟

(۳) کیا ایک حافظ قرآن دوسرے حافظِ قرآن کی منزل سنتا ہے، کیا یہ منزل سننا تعلیم میں شمار ہوتا ہے، یا کہ تذکرہ میں؟ اور یہ بھی بتائیں کہ استاذ کب اور کیسے بنتا، ذرا تفصیل کے ساتھ بیان فرمائیں؟

الجواب

(۱) محض امامت سے استاذ نہیں بنتا؛ مگر امام کی بھی تعظیم کرنی چاہیے۔

(۱) ﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾. (سورة الأعراف: ٥٥)

(۲)　یہ عرف صحیح نہیں ہے، ہاں اگر امام سے کوئی دین کی بات سیکھی ہو تو وہ استاذ ہو گیا۔

(۳)　شرعاً اس سے استاذ نہیں بنتا؛ مگر چوں کہ قرآن یاد کرنے میں ایک دوسرے کی مدد ہوئی؛ اس لیے ایک دوسرے کی عزت کرنی چاہیے۔ واللہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۱۴۱۲/۱/۸ھ (فتویٰ نمبر ۵۶/۱۳۸) (فتاویٰ عثمانی: ۴۴۶/۱)

نماز اور شرائط امامت سے متعلق مختلف سوالات:

سوال (۱)　شرائط امامت کیا کیا ہیں؟

(۲)　کیا جو امام پنجوقتہ نماز نہ پڑھائے، صرف ایک، دو وقت پڑھائے، اس کے پیچھے نماز درست ہے؟

(۳)　کیا جو قصداً انیس جمعہ قضا کرے، بیسواں جمعہ پڑھا سکتا ہے؟

(۴)　امام اور مقتدیوں میں رنجش و کدورت دلی ہو تو امامت واقتدا جائز ہوگی؟

(۵)　مفسدات نماز کیا کیا ہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

(۱)　امامت کے لیے ضروری شرط یہ ہے کہ مسلمان ہو، بالغ ہو، مرد ہو، ہوش وحواس درست ہوں، بقدر ضرورت مسائل نماز وطہارت جانتا ہو۔(۱)

(۲)　درست ہے۔(۲)

(۳)　جائز ہے۔(۳)

(۴)　جائز ہے اور لوگوں کو چاہیے کہ مصالحت وصفائی قلب کے لیے دونوں طرف کوشش کریں۔(۴)

(۵)　مفسدات نماز بہت ہیں، فقہ کی کتابوں میں دیکھ لیجئے۔(۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عباس غفرلہ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۳۲۲/۲-۳۲۳)

---

(۱)　يشترط لصحة الجماعة شروط، منها الإسلام، والبلوغ والذكورة والعقل وأن يكون الإمام قاريًا إذا كان المأموم قاريًا وأن يكون سليمًا من الأعذار وأن يكون الإمام طاهرًا من الحدث والخبث وأن يكون الإمام سليمًا لايتحول في النطق من حرف إلى حرف وأن يكون الإمام مقتديًا بإمام غيره وأن تكون صلاة الإمام صحيحة في مذهب المأموم. (الفقه على المذاهب الأربعة، باب مباحث الإمام في الصلاة)

(۲-۳)　ایسا شخص صاحب ترتیب نہیں ہے اور امامت کے لیے صاحب ترتیب ہونا شرط نہیں ہے؛ اس لیے ایسے شخص کی امامت جائز ودرست ہے۔ [مجاہد]

(۴)　ولو أم قومًا وهم له كارهون، أن الكراهة (لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره) له ذلك تحريمًا لحديث أبي داؤد لايقبل اللّٰه صلوة من تقدم قومًا وهم له كارهون، (وأن هو أحق لا) والكراهة عليهم. (الدر المختار على هامش ردالمحتار: ۲/ ۲۹۷-۲۹۸) (باب الإمامة: انیس)

(۵)　دیکھئے: الدر المختار: ۲/ ۳۷۰، ۴۰۴۔

اہلیت امامت کی شرطیں:

سوال: نماز پڑھانے والے کے لیے کیا کیا شرائط ہیں؟ نماز پڑھانے والے شخص کو کن کن چیزوں سے پاک ہونا چاہیے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

امام بننے کے لیے چھ چیزیں شرط ہیں: اگر ان میں سے ایک بھی مفقود ہو تو کوئی شخص امام نہیں بن سکتا ہے، (۱) مسلمان ہو، (۲) عاقل، بالغ ہو، (۳) مرد ہو، (۴) بقدر ضرورت قرآن پڑھنا جانتا ہو، (۵) ان بیماریوں سے صحیح وسالم ہو، جن سے نماز میں خلل ہوتا ہے، جیسے نکسیر یا اس طرح کی دوسری بیماریاں، (۶) صحت نماز کی کوئی شرط مفقود نہ ہو، جیسے طہارت، ستر عورت وغیرہ۔

وشروط الإمامة للرجال الأصحاء ستة أشياء: الإسلام والبلوغ والعقل والذكورة والقراءة والسلامة من الأعذار كالرعاف والفافأة والتمتمة واللثغ وفقد شرط كطهارة وستر عورة، آه. (۱)

اور امام کو تمام ظاہری گناہوں سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔ **ويجتنب الفواحش الظاهرة.** (۲) **فقط واللّٰہ تعالیٰ أعلم**

محمد جنید عالم ندوی قاسمی، ۸/محرم ۱۴۱۵ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۲/۴۲۲)

جو ارکان اسلام نہیں جانتا، وہ لائق امامت ہے، یا نہیں:

سوال (۱) ایک شخص حافظ قرآن ہے اور سوداگری کا پیشہ کرتا ہے؛ لیکن ارکانِ نماز نہیں جانتا، ایسا شخص امامت کے لائق ہوسکتا ہے، یا نہیں؟

امام بننے کے لیے کیا شرائط ہیں:

(۲) امام کے لیے کن کن باتوں کا ہونا ضروری ہے، جس سے وہ امامت کے لائق ہوسکے؟

الجواب ـــــــــــــــــــ

(۱-۲) بہتر ہے کہ امام مسائلِ نماز جانتا ہو، قرآن شریف صحیح اور عمدہ پڑھتا ہو، صالح و پرہیزگار ہو، اگر ان امور کے ساتھ حافظ قرآن بھی ہو تو بہت اچھا ہے؛ مگر مقدم یہ ہے کہ مسائل نماز جانتا ہو؛ تاکہ نماز میں کوئی ایسی غلطی نہ کرے، جس سے نماز فاسد، یا مکروہ ہوجائے۔ فقط (۳) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳/۲۹۴)

---

(۱) رد المحتار، باب الإمامة: ۲/۲۸٤ (مطلب: شروط الإمامة الكبرىٰ، انيس)

(۲) الفتاوى الهندية: ۱/۸۳ (الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثاني في بيان من هو أحق بالإمامة، انيس)

(۳) والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة ثم الأحسن تلاوةً للقراءة ثم الأورع ثم الأسن ثم الأحسن خلقًا ثم الأحسن وجهاً ثم الأشرف نسباً، إلخ. (تنوير الأبصار: ۵۲۰) ((كتاب الصلاة، باب الإمامة، انيس)

امامت کی شرائط:

سوال: ایک مسلمان بغیر دباغت چمڑہ کا بیوپار کرتا ہے اور بازار کا بیٹھنے والا ہے، وہ شخص امامت کرسکتا ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

امام صحیح العقیدہ، قرآن پاک صحیح پڑھانے والا، مسائلِ نماز وطہارت سے واقف، متبع سنت ہونا چاہیے،(۱) مردار کی کھال بغیر دباغت بیچنا اور خریدنا جائز نہیں، یہ بیع باطل ہے،(۲) ایسے کاروبار کرنے والے کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے،(۳) دباغت کے بعد بیع وشرا درست ہے،(۴) دباغت کے لیے کھال کو باقاعدہ پکانا بھی ضروری نہیں؛ بلکہ دھوپ میں، یا نمک وغیرہ مسالہ لگا کر، ایسا بنالینا بھی کافی ہے کہ گلنے سڑنے سے محفوظ رہ سکے اور خون کی رطوبت ختم ہوجائے،(۵) جو جانور شرعی طور پر ذبح کیا جائے، اس کی کھال بغیر دباغت ہی پاک ہے،(۶) خنزیر کی کھال کسی طرح پاک نہیں ہوتی، وہ نجس العین ہے۔(۷) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۶/۶-۳۷)

امامت کے لیے سند کی ضرورت ہے:

سوال: دو شخص ایک ہی جگہ مقیم ہیں، ایک سند یافتہ عالم، دوسرا بے سند؛ لیکن مسائل سے واقف ہے اور اس کی قرأت بھی اچھی ہے اور وہ حددرجہ پرہیز گار بھی ہے، اگر بے سند نمازیوں کی کثرت رائے سے امامت کرے تو سند

---

(۱) الأولٰی بالإمامة أعلم بأحکام الصلاة...هٰذا إذا علم من القراء ة قدرما تقوم به سنة القراء ة ... ولم یطعن فی دینه ... و یجتنب الفواحش،آه". (الفتاویٰ الهندیة،الباب الخامس فی الإمامة،الفصل الثانی فی بیان من هو أحق بالإمامة: ۸۳/۱ ،رشیدیة)

(۲) "(وجلد میتة قبل الدبغ) لو بعوض، ولو بالثمن فباطل". (الدرالمختار، کتاب البیوع،باب البیع الفاسد: ۷۳/۵،سعید)

(۳) ویکره امامة عبد أعرابی و فاسق،آه". (الدرالمختار، کتاب الصلاة،باب الإمامة: ۵۶۰/۱ ، سعید)

(۴) "(وبعده)أی بعد الدبغ (یباع)". (الدرالمختار، کتاب البیوع،باب بیع الفاسد: ۷۳/۵،سعید)

(۵) (قوله:دبغ) الدباغ ما یمنع النتن و الفساد،والذی یمنع علٰی نوعین:حقیقی کالقرظ والشب والعفص ونحوه، وحکمی:کالتتریب والتشمیس والقاء فی الریح،آه.(الدرالمحتار،مطلب فی أحکام الدباغة: ۲۰۳/۱،سعید)

(۶) "الحاصل أن زکاة الحیوان مطهرة لجده ، ولحمه إن کان الحیوان مأکولاً". (ردالمحتار، کتاب الطهارة، مطلب فی أحکام الدباغة: ۲۰۵/۱،سعید)

(۷) "(خلا) جلد (خنزیر) فلا یطهر". (الدرالمختار، کتاب الطهارة،مطلب فی أحکام الدباغة : ۲۰۴/۱،سعید)

یافتہ عالم کے پیچھے جو ثواب ملے گا، اس کے پیچھے بھی وہی ثواب ملے گا، یا نہیں؟ یا امامت میں دونوں برابر حق رکھتے ہیں، یا نہیں؟ اگر متولی بے سند امام کو بلا جرم شرعی جواب دے دے تو متولی کی خدا کے یہاں پکڑ ہوگی، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

حامدًا ومصليًا، الجواب وبالله التوفيق:

بے سند شخص جو مسائل سے خوب واقف ہے اور قرأت اچھی پڑھتا ہے اور پرہیزگار بھی ہے اور نمازیوں کی کثرت رائے سے امامت کر رہا ہے تو ایسے معین امام کی موجودگی میں دوسرے سند یافتہ عالم صاحب کو بغیر اجازت امام کے نماز پڑھانا مکروہ ہے، (۱) معین ودیندار امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں جو ثواب ہے وہ ثواب بغیر اجازت کے نماز پڑھانے والے عالم امام کے پیچھے نہیں۔

باقی رہا یہ سوال کہ متولیان مسجد کو بغیر قصور امام کو جواب دے دینا جائز ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جماعت میں امام سے بددلی وناراضگی ہو تو جماعت کے حسب منشاء مصلیوں کی کثرت رائے سے امام کو امامت سے علاحدہ کرنا جائز ہے اور جب کہ متولیان مسجد اور مصلیان مسجد امام کو چار ماہ کی تنخواہ پیشگی دے کر رخصت کرنا چاہتے ہوں تو امام کو لائق ہے کہ عزت سے علیحدہ ہو جائے، زبردستی مسجد میں جماعت کی ناراضگی دیکھتے ہوئے امامت پر اڑے رہنا ناجائز ومعیوب ہے اور عزت کے بھی خلاف ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ خدا ایسے امام کی نماز قبول نہیں کرتا، جو قوم کی کراہت وناراضگی دیکھتے ہوئے بھی امامت کرتا رہے۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم (مرغوب الفتاوی:۲/۲۵۵-۲۵۶)

امام کس کو بنایا جائے:

سوال (۱) ہمارے یہاں دو مولوی صاحب ہیں، ایک نے تو کسی لڑکی کو بھگا کر شادی کی ہے، پھر طلاق دے دی اور ثانی نکاح بھی کر لیا، ایسی لڑکی سے جس کو حد جاری ہو سکتی ہے اور دوسرے مولوی صاحب ہیں، جن کے حق میں کسی قسم کی بدنامی نہیں ہے، لہٰذا ان دونوں میں کس کی امامت افضل ہے؛ یعنی نماز پڑھنا پیچھے اول کو ثانی کے سلف پر اور ثانی کو اول کے سلف پر جائز ہے، دونوں مولوی صاحب کی موجودگی میں مطلقاً لڑکی بھگا کر شادی کرنے والی سلف پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور اکثر فقہا کس طرف گئے ہیں؟ جواب قرآن واحادیث وفقہ سے دیں اور خدا بزرگ سے نعمت دارین حاصل کریں۔

---

(۱) ...ومثله إمام المسجد الراتب أولٰى بالإمامة من غيره مطلقًا. (الدر المختار: ۲/۲۹۷، باب الإمامة)

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنهما: عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ثلاثة لا ترفع صلاتهم فوق رؤوسهم شبراً رجل أم قوماً وهم له كارهون وامرأة باتت زوجها عليها ساخط وأخوان متصارمان. (سنن ابن ماجة، كتاب إقامة الصلاة، باب من أم قوماً وهم له كارهون، رقم الحديث: ۹۷۱، ص: ۱۲۲، بيت الأفكار، انيس)

مسجد میں امامت کا حق کس کو ہے:

(۲) ہمارے یہاں ایک مسجد وقف کی ہوئی ہے، وقف کرنے والے کے اولاد میں سے ایک مولوی صاحب ہیں، جو امام کے قابل بھی نہیں ہیں، برابر ایک اور مولوی صاحب کا اعتبار ہے؛ لیکن وقف کرنے والے کے لڑکے مولوی صاحب یوں کہتے ہیں کہ چونکہ مسجد میرے باپ دادا کی وقف کی ہوئی ہے؛ اس لیے امامت کا حق مجھے ہے، کسی کی ملکیت میں مسجد بنایا تو اس مسجد میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جائز، یا ناجائز؟　　(احقر المعاصی بشیر احمد)

الجواب ــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

(۱) دوسرا مولوی جس کے بارے میں کوئی بدنامی نہیں، اس کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے۔(۱)

(۲) وقف کرنے کے بعد چیز وقف کرنے والے کی ملک سے نکل جاتی ہے اور خاص اللہ کی ملک شمار ہوتی ہے، پھر اللہ کے حکم کے مطابق جو شخص امامت کا زیادہ مستحق ہوگا اور اس کو امامت کا حق زیادہ ہوگا، واقف کی اولاد اگر ایسی نہ ہو تو اس کے بجائے دوسرا شخص جو امامت کا اہل ہو، اس کو ترجیح ہوگی۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند سہارنپور ۲/۱۲/۱۴۰۳ھ۔ (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۱/۲۷۸-۲۷۹)

امام راتب احق بالامامت ہے:

سوال: مسجد میں ایک امام مقرر ہے، اتفاقاً اگر اس سے زیادہ اعلم کوئی شخص آجائے تو امامت کا حقدار کون ہے؟ بینوا وتوجروا۔

الجواب ــــــــــــ ومنه الصدق والصواب

امام راتب احق ہے۔

لما فی شرح التنویر: واعلم أن صاحب البیت ومثله امام المسجد الرواتب أولٰی بالإمامة من غیره مطلقا.

وفی الشامیة: (قوله مطلقًا) أی وإن کان غیره من الحاضرین من هو أعلم وأقرأ منه (رد المحتار، المجلد الأول) (۲) فقط واللّٰه تعالٰی أعلم (احسن الفتاویٰ: ۳/۲۶۴)

امامت کا مستحق کون:

سوال (۱) مستحق امامت کون ہے؟

---

(۱) "قلت: وسیذکر الشارح عند المؤید بالجواز لوغیره أصلح". (رد المحتار علی الدر ٦/٦٨٤، مکتبۃ زکریا)

(۲) ردالمحتار، باب الإمامة: ۱/۵۵۹، دارالفکر بیروت. انیس

مقتدی کے ناپسند کرنے کے باوجود جبراً امامت کا حکم:

(۲) جو پنج وقتی کا پابند نہیں ہے وہ زبردستی امامت کرتا ہے، مقتدیوں کی نماز ہوتی ہے، یا نہیں؟ کیا زانی بالاعلان اور نشہ خوار کی امامت جائز ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

(۱) امامت کے لیے مستحق عالم، قاری، متقی ہے۔(۱)

(۲) مقتدیوں کی نماز ہو جاتی ہے؛ مگر غیر متقی سے متقی کی امامت اولیٰ ہے؛ اس لیے مناسب یہ ہے کہ مسلمان اس غیر متقی امام کو ایسے طریقہ سے علیحدہ کریں، جس سے فتنہ وفساد وافتراق کی نوبت نہ آئے، ورنہ فتنہ وفساد اور مسلمانوں میں پھوٹ یہ خود بڑا گناہ ہے اور پہلے اس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے، جس امام سے مقتدیوں کو کراہت ہو، اس امام کی نماز مقبول نہیں ہوتی ہے۔

حدیث میں ہے:

"عن عبد اللّٰہ بن عمرو أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یقول: ثلاثة لایقبل اللّٰہ منهم صلاة: من تقدم قومًا وهم له کارهون" إلخ. (رواہ أبوداؤد وابن ماجة)(۲)

"عن أبي أمامة قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ثلاثة لاتجاوز صلاتهم أذانهم: العبد الآبق حتٰی یرجع وامرأة باتت وزوجها علیها ساخط وإمام قوم و هم له کارهون". (رواہ الترمذی)(۳) **فقط واللّٰہ تعالٰی أعلم**

محمد عثمان غنی، ۱۳۵۲/۶/۱۵ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۱۶۴/۲)

امامت میں ترجیح:

سوال: زید مولوی، طبیب اور حافظ ہے اور عمر حافظ، قاری، سبعہ قرأت کا جاننے والا، مشکوٰۃ، ہدایہ، جلالین پڑھا ہوا ہے، امامت تراویح کے لیے کون افضل ہے؟

---

(۱) (والأحق بالإمامة) ... (الأعلم بأحکام الصلٰوة) ... (ثم الأحسن تلاوةً) تجویدًا (للقراءة، ثم الأورع). (الدرالمختار علٰی هامش رد المحتار: ۴۹۲/۲)

(۲) سنن أبی داؤد، باب الرجل یؤم القوم وهم له کارهون (ح: ۵۹۳)/ سنن ابن ماجة، باب من أم قوماً وهم له کارهون (ح: ۹۷۰) انیس

(۳) جامع الترمذی، باب ما جاء من أمّ قوماً وهم له کارهون: ۶۴/۱ (رقم الحدیث: ۳۶۰)/ جامع معمر بن راشد (ح: ۲۰۴۴۹)/ مصنف ابن أبی شیبة (ح: ۱۷۱۲۸) انیس

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــ

ان دونوں میں عمر امامت تراویح وغیرہ کے لیے زیادہ مستحق ہے اور افضل ہے کہ وہ علم دین کے حصول کے ساتھ قاری بھی ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/ ۹۷-۹۸)

افضل کو امام بنایا جائے:

سوال: زید حاجی ہے اور بہت پابند پنجگانہ ہے اور زید کے تین لڑکے ہیں، ایک داڑھی نہیں منڈاتا؛ بلکہ لمبی داڑھی ہے، شرعی لباس میں مثل زید کے ہے اور دو داڑھی منڈاتے ہیں، زید اور تینوں لڑکے دوکانداری میں جھوٹ بول کر سودا بیچتے ہیں تو ایسی حالت میں زید اور اس کے لڑکے امامت کر سکتے ہیں، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــ

زید اور زید کے لڑکوں میں سے، جو متشرع پابند صوم وصلوٰۃ ہے اور ظاہراً کوئی علامت فسق کی اس میں نہیں ہے، اس کی امامت بلا کراہت درست ہے اور جو کوئی امر فسق کا ان میں ہے تو امامت اس کی مکروہ ہے۔(۲) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/ ۸۹)

زیادہ علم والے اور کم علم والے میں سے افضل کون ہے:

سوال: ایک شخص مسائل سے اچھا واقف ہے، دوسرا شخص کم علم ہے، ان دونوں میں مستحق امامت کون ہے اور کم علم والے کے پیچھے زیادہ علم والا اگر نماز پڑھ لیوے تو درست ہے، یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــ

احق بالامامت وہ شخص ہے، جو مسائل نماز کو زیادہ جانتا ہو؛ لیکن اگر زیادہ علم والا کم علم والے کے پیچھے نماز پڑھ لے، نماز ہو جاتی ہے۔(۳) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/ ۸۲)

---

(۱) (والأحق بالإمامة) تقديماً بل نصباً، الأعلم بأحكام الصلٰوة، إلخ، ثم الأحسن تلاوة و تجويدًا. (الدر المختار) أفادبذلک أن معنى قولهم أقرأ: أى أجود، لاأكثرهم حفظًا... ومعنى الحسن فى التلاوة أن يكون عالماً بكيفية الحروف والوقف ومايتعلق بها، قهستانى. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۱/ ۵۲۱، ظفير) (مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد، انيس)

(۲) ويكره إمامة عبد، إلخ، وفاسق. (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، باب الإمامة: ۱/ ۵۲۳، ظفير)

(۳) الأولىٰ بالإمامة أعلمهم بأحكام الصلاة هٰكذافى المضمرات، وهو الظاهر، هٰكذا فى البحر الرائق، هٰذا إذا علم من القراءة قدرما تقوم به سنة القراءة، هٰكذا فى التبيين، ولم يطعن فى دينه، إلخ، ويجتنب الفواحش الظاهرة وإن كان غيره أورع منه ...

==

جس کا علم زیادہ ہو، اسے امام بنانا افضل ہے:

سوال: ایک مسجد میں دو استاد بچوں اور بچیوں کو پڑھاتے ہیں، ایک استاذ مقامی ہیں، جو کہ صرف عالم ہی ہیں، دوسرے غیر مقامی ہیں، جو کہ عالم، قاری اور حافظ بھی ہیں۔

(۲) مقامی استاذ صرف بچیوں کو پڑھاتے ہیں، دوسرے استاذ بچوں کو سارا دن صبح شام پڑھاتے ہیں، جبکہ نمازیں اور جمعہ کی نماز مقامی استاذ پڑھاتے ہیں، ان دونوں میں سے نماز اور جمعہ پڑھانے کا کون زیادہ مستحق ہے؟ اس میں جھگڑے کی کوئی بات نہیں ہے اور نہ کوئی اختلاف ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــ

ان دونوں میں سے جن کا علم زیادہ ہو، خاص طور سے نماز کے مسائل سے جو صاحب زیادہ واقف ہوں اور جن کے علم وتقوی پر لوگ زیادہ اعتماد کرتے ہوں، ان کو امام بنانا زیادہ بہتر ہے،(۱) ویسے جائز دونوں کی امامت ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۱۳۹۸/۶/۱۵ھ (فتویٰ نمبر ۲۹/۷۹۱ ب) (فتاویٰ عثمانی: ۴۱۵/۱)

نمازیوں میں جس کی قرأت بہتر ہو، اس کو امام بنانا اولیٰ ہے:

سوال: ایک آدمی ہے جو کچھ علم تجوید قرأت سے واقف ہے اور اس نے کچھ مشق بھی کی ہے، اس کی نماز دوسرے لوگوں کے پیچھے، جن کی یہ حالت نہیں جائز ہے، یا نہیں؟ مفصل جواب کی ضرورت ہے۔

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــ

نماز جائز ہے؛ لیکن اولیٰ یہ ہے کہ اس صورت میں یہی شخص امام بنے، جو اوروں سے اچھا قرآن مجید پڑھ سکتا ہے۔

کما هو مصرح فی عامة کتب الفقه وقال فی الدر المختار: ولو قدموا غیر الأولٰی

== وإن کان متبحراً فی علم الصلاة لکن لم یکن له حظ فی غیره من العلوم فهو أولیٰ، إلخ، دخل المسجد من هو أولٰی بالإمامة من إمام المحلة فإمام المحلة أولیٰ، کذا فی القنیة.(الفتاویٰ الهندیة مصری، کتاب الصلاة،الباب الخامس فی الإمامة،الفصل الثانی: ۷۰/۱،ظفیر)(بیان من هو أحق بالإمامة،انیس)

(۱) وفی الدر المختار،باب الإمامة :۵۵۷/۱ :(و الأحق بالإمامة)تقدیمًابل نصبًا...(الأعلم بأحکام الصلاة)فقط صحةً وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة...ثم الأورع...،إلخ.

وفی الهندیة: (الباب الخامس فی الإمامة الفصل الثانی: ۸۳/۱ (بیان من هو أحق بالإمامة،انیس): الأولٰی بالإمامة أعلمهم بأحکام الصلاة، هٰکذافی المضمرات،وهو الظاهر،هٰکذا فی البحر الرائق، هٰذاإذاعلم من القرأة ... قدر ماتقوم به سنة القرء ة ولم یطعن فی دینه)

(۲) الدر المختار علی صدر الدر المختار، کتاب الصلاة،باب الإمامة: ۲۹۷/۲ .انیس

أساؤوا. (۲) و اللّٰہ أعلم (امداد المفتین: ۳۰۸/۲)

جماعت کے وقت کوئی بزرگ آجائیں تو کون نماز پڑھائے:

سوال: ہماری مسجد کے امام وخطیب مقرر ہیں اور وہ نماز کے وقت موجود بھی ہوتے ہیں اور بسا اوقات کوئی اور عالم یا بزرگ آجاتے ہیں تو کچھ مقتدی اصرار کرتے ہیں کہ آنے والے نماز پڑھائیں، شرعاً یہ وضاحت فرمائیں کہ سابق امام ہی امامت کے زیادہ حقدار ہیں، یا نو وارد امام نماز پڑھائیں؟ بینوا توجروا۔ (نفیس الرحمٰن، ساہیوال)

الجواب

پہلے سے مقرر امام (پنج وقتہ) ہی نماز پڑھانے کے زیادہ حقدار ہیں۔ ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے نو وارد کو آگے کریں تو کوئی حرج نہیں۔

''(و) اعلم أن (صاحب البيت) ومثله إمام المسجد الراتب (أولٰى بالإمامة من غيره) مطلقًا، آه. (الدر المختار)

قوله: (مطلقًا) أى وإن كان غيره من الحاضرين من هو أعلم وأقرأ منه، وفى التاترخانية: جماعة أضياف فى دار يريد أن يتقدم أحدهم ينبغى أن يتقدم المالك فإن قدم واحداً منهم لعلمه وكبره فهو أفضل، آه. (ردالمحتار: ٤١٣/١)(١) فقط واللّٰه أعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی خیر المدارس ملتان، ۱۴۱۰/۲/۱۰ھ۔

الجواب صحیح: بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ، صدر مفتی خیر المدارس ملتان۔ (خیر الفتاویٰ: ۳۸۱/۲)

چند امام کی صورت میں زیادہ حقدار کون ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں!

(۱) ایک شخص جو کہ نماز کے مسائل سے واقفیت رکھتا ہے اور پرہیزگار بھی ہے؛ مگر قرآن مجید تجوید سے نہیں ادا کر سکتا ہے۔

(۲) وہ شخص جو پرہیزگار ہے اور نماز کے مسائل سے کچھ واقف بھی ہے اور قرآن صحیح ادا کرتا ہے، اندیشہ ہے کہ اکثر قرأت میں غلطی کرتا ہے، معروف مجہول کی کوئی خبر نہیں ہے۔

(۳) وہ شخص جو پرہیزگار ہے اور اس کی نماز قضا نہیں ہوتی اور نماز کے مسئلوں سے واقف بھی ہے؛ مگر قرآن کی

(۱) کتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب فی تکرار الجماعة فی المسجد، انیس

قرأت یا تجوید سے ادانہیں کرسکتا ہے، زیر زبر کی غلطی ہوتی ہے، معروف مجہول میں، زیر زبر میں کچھ پیش نہیں کرتا ہے۔

الجواب ــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

نمبر سوم: اگر بقدر مسنون قرأت غلطی کئے پڑھ لیتا ہے تو وہ امام بننے کا زیادہ حقدار ہے، صرف غلطی ہو جانے کا اندیشہ ہونے سے کوئی قباحت نہیں ہے؛ ہاں اگر بقدر مسنون صحیح قرأت نہیں کرسکتا تو پھر نمبر چہارم کو امام بنانا چاہیے، بشرطیکہ وہ قضا شدہ کی قضا کر لیتا ہے، ورنہ اس کی امامت مکروہ تحریمی ہوگی۔

(والأحق بالإمامة)تقديمًابل نصبًا،مجمع الأنهر (الأعلم بأحكام الصلاة)فقط صحةً وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة،وحفظه قدرفرض،وقيل واجب،وقيل سنة.(الدرالمختار)

قوله:(وقيل سنة) قائله الزيلعي وهوظاهرالمبسوط،كمافي النهر،ومشٰى عليه في الفتح،قال ط:وهو الأظهر؛لأن هٰذاالتقديم علٰى سبيل الأولوية،فالأنسب له مراعاة السنة.(ردالمحتار: ۵۷/۱۔۵۸)(۱)

نوٹ: یہ خوب یاد رہے کہ یہ ترتیب افضلیت اور اولیت میں ہے، اگر کوئی بھی ان میں سے امامت کرے گا اور نماز صحیح ہونے کی مقدار بھی اس طرح قرأت کرے گا، جس سے نماز جائز ہو جاتی ہے تو امامت درست ہو جائے گی، یہ چیزیں لڑنے کی نہیں ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد نظام الدین الاعظمی عفی عنہ، مفتی دار العلوم دیوبند، ۱۳۸۸/۳/۵ھ۔

الجواب صحیح: محمود عفی عنہ، ۱۳۸۸/۳/۶ھ۔ (نظام الفتاویٰ: ۱۹۷/۵۔۱۹۸)

امامت کا حق کس شخص کو ہے:

سوال (۱) زید وبکر معمولی سی بات پر ضد میں آ کر امام مسجد کو بلاقصور بلا اجازت تمام مصلیان واہل محلّہ ہٹا کر ایک ایسے لڑکے کو امام مقرر کرتے ہیں، جو احکام دین سے بالکل ناواقف اور بدرو یہ ہے، نصف مرد مان محلّہ اس کی امامت سے ناراض ہیں، جس کی وجہ سے وہ لوگ زید وبکر کے ظلم وجابرانہ افعال سے رنجیدہ ہو کر دوسری مسجدوں میں نماز پڑھنے جاتے ہیں، بروئے شریعت زید وبکر کا یہ فعل کیسا ہے؟

(۲) تمام نمازیوں میں کس صفت اور کس قابلیت کا امام ہونا چاہیے؟

(المستفتی: ۲۲۹۵، عبدالحکیم (نارنول) ۶/ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ، مطابق ۶/ جون ۱۹۳۸ء)

الجواب ــــــــــــــــــ

یہ فعل زید وبکر کا صحیح نہیں اور احکام دین سے ناواقف شخص کو امام بنانا، جب کہ اس سے زیادہ مستحق شخص موجود ہو،

(۱) کتاب الصلاة،باب الإمامة مطلب في تكرار الجماعة في المسجد،انيس

غلط کاری ہے، جس سے زید و بکر کو توبہ کرنا اور باز آنا چاہیے۔

(۲) احکام نماز سے واقف قرآن مجید صحیح پڑھنے والا صالح شخص امامت کا مستحق ہے۔ فقط (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ (کفایت المفتی: ۱۱۵/۳-۱۱۶)

احق بالامامت کو مقدم کرنا سنت مؤکدہ ہے یا مستحب اور غیر احق کو مقدم کرنے کا حکم:

سوال: باب الامامۃ میں جو احق الامامت الاعلم باحکام الصلوٰۃ مذکور ہے، تو باب اول کتب فقہ کی ترکیب کا ملحوظ رکھنا از قبیلہ مندوبات ہے، یا سنت مؤکدہ ہے؟ بہشتی زیور کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت ہے:

مسئلہ: اجارہ علی الطاعات متقدمین کے نزدیک ناجائز ہے، البتہ متأخرین بعض طاعات میں بضرورت اس کے جواز کے قائل ہیں۔

پس امامت کے لیے کسی کو اجورہ پر مقررہ کرنا بےضرورت جائز ہے، یا نہیں؟ یعنی فی زمانہ جو متولیان ومنتظمان کی مساجد کی یہ عادت ہوگئی ہے کہ وہ کسی حافظ وغیرہ کو اجرت پر امام مقرر کرتے ہیں اور قوم میں بعضھم فوق بعض عالم، فاضل، قاری موجود ہوتے ہیں، ان سے اس بارے میں کچھ مشورہ نہیں کیا جاتا اور مقتدیوں میں سے جو پنج گانہ نماز میں حاضر رہتے ہیں اور بہت سے ان میں احق بالامامۃ ہوتے ہیں، ان سے نہیں کہا جاتا کہ تم میں جو احق بالامامۃ ہو، وہ کار امامت اپنے ذمہ لے؛ بلکہ محض اپنی رائے سے جو مناسب اجورہ پر کوئی معمولی شخص دستیاب ہوگیا کہ نہ وہ ذی علم ہوتا ہے، نہ صحت کے ساتھ مثل قاریوں کے قرآن شریف پڑھ سکتا ہے، زیادہ سے زیادہ یہ کہ وہ محض حافظ ہوتا ہے اور اس کو امام مقرر کردیتے ہیں، پھر بسا اوقات ان لوگوں کو جو احق بالامامت ہوتے ہیں، ان کو اس شخص کی اقتدا میں گوناگوں وجوہ سے ضیق واقع ہوتی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ اگر نماز پڑھانا ہمارے متعلق ہوجاوے تو ہم اس کو بہ طیب خاطر گوارہ کرلیں اور ہمیں تنخواہ وغیرہ سے کچھ غرض نہیں؛ لیکن متولیان ومنتظمان مساجد اس طرف توجہ نہیں کرتے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اگر قوم میں عالم فاضل وافضل لوگ موجود ہوں تو ان کی موجودگی میں متولیان مساجد کو بلا مرضی ان کی کسی غیر احق کو امام مقرر کرنا جائز ہے اور موافق سنت ہے یا نہیں؟ اور متولیان مساجد کو اور قوم کو ایسا حق حاصل ہے یا نہیں کہ وہ بموجودگی احق بالامامۃ کے غیر کو بلا مرضی واستمزاج احق بالامامۃ امام مقرر کرسکیں اور اگر قوم، یا متولیانِ مساجد کسی غیر احق کو مقدم کریں تو احق اور افضل کو حقِ منع حاصل ہے، یا نہیں؟

---

(۱) أو الخيار إلى القوم فإن اختلفوا اعتبر أكثرهم ولو قدموا غير الأولى أساؤا بلا إثم. (الدر المختار)

قال الشامي: قوله: اعتبر أكثرهم لا يظهر هذا إلا في المنصب وإلا فكل يصلي خلف من يختاره، لكن فيه تكرار الجماعة. (الدر المختار مع رد المحتار: ۵۵۸/۱-۵۵۹)

باب الجنائز درمختار میں مذکور ہے: **ثم الولی بترتیب عصوبة الانكاح إلاالأب فيقدم على الإبن إتفاقًا،قال الشامی: قوله فيقدم على الإبن إتفاقًا،إلخ،هو الأصح؛لأن لأب فضيلة عليه وزيادة سن والفضيلة والزيادة تعتبر ترجيحًا فى استحقاق الإمامة،كما فى سائر الصلاة،بحرعن البدائع.**

بعدازاں درمختار میں یہ مذکور ہے:

وله أى للولى و مثله كل من يقدم من باب أولٰى الإذن لغيره فيها لأنه حقه فيملك إبطاله إلا أنه إن كان هناک من يساويه فله أى لذلک المساوى ولو أصغر سنًاالمنع لمشاركته فى الحق.

شامی لکھتے ہیں:

فلو كان شقيقين فالأسن أولٰى لكنه لو قدم أحدًا فللأصغرمنعه ولوقدم كل منهما واحداً فمن قدمه الأسن .(البحرالرائق)

پس جب کہ ان عبارات سے یہ معلوم ہوگیا کہ باب اولیٰ کا حکم باب الامامۃ اور باب الجنائز میں برابر ہے، ازروئے استحقاق کےتو اس سے ظاہرتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ متولیانِ مساجداورقوم اگرکسی غیراولیٰ کوبموجودگی اولیٰ امام بناویں تو اَولیٰ شخص کوحقِ منع حاصل ہےاور کتبِ فقہ میں جواجورہ علی الطاعات متأخرین کےنزدیک مجوز ہے، وہ بشرطِ ضرورت ہے، چناں چہ یہ امرمصرح ہے کہ اھداءثواب کے لیےقرأت قرآن اجورہ پرناجائزقراردیا گیا ہے، بوجہ اس کے کہ اس کوایک امرغیرضروری مانا ہے، نیز کتاب الفرائض باب الرد میں یہ امرمصرّح ہے کہ ردعلی الزوجین بموجودگی دیگرورثاناجائزہے،البتہ اگرماسوازوجین کےکوئی اوروارث نہ ہوتوان پرردصحیح ہے، پس یہ صورتیں مقتضی اس امرکی ہیں کہ بےضرورت اجورہ پرامام مقررکرنا بھی ناجائزہے، بالخصوص ایسی صورت میں کہ بموجودگی اَولیٰ وافضل غیر اَولیٰ کو ہمیشہ کے لیےامام مقررکیا جاوے؟ بینواتوجروا۔

الجواب

قال فى الدر:(والأحق بالإمامة)تقديماً بل نصباً، مجمع الأنهر(الأعلم بأحكام الصلاة)،آه.

قال الشامى:(قوله:تقديماً)أى علٰى من حضرمعه، (قوله:بل نصبًا)أى للإمام الراتب،وفى الدرأيضًاولوقدمواغيرالأولٰى أساؤوا بلا إثم.

وفى ردالمحتار؛ قال فى التاترخانية:ولوأن رجلين فى الفقه والصلاح سواء إلا أن أحدهما أقرأ فقدم القوم الأخر فقد أساؤوا وتركواالسنة ولكن لايأثمون؛لأنهم قدموارجلًا صالحًا،وكذا الحكم فى الإمارة والحكومة،أماالخلافة وهى الإمامة الكبرٰى فلايجوزأن يتركوا الأفضل وعليه إجماع الأمة.آه،فافهم.

وفى الدر أيضًا(و)اعلم أن (صاحب البيت)ومثله إمام المسجد الراتب(أولٰى بالإمامة من غيره) مطلقًا.

(۱) كتاب الصلاة،باب الإمامة ،مطلب فى تكرار الجماعة فى المسجد.انيس

وقال الشامي تحته: أی وإن كان غيره من الحاضرين هوأعلم وأقرأ منه،إلخ.(۵۸۳/۱)(۱)

وفی الدرأيضًا: وكذا تكره خلف أمرد (إلٰی إن قال)ومن أم بأجرة.

قال الشامي: بأن استؤجر ليصلی إمامًا سنة أوشهرابكذ،وليس منه ماشرطه الواقف عليه فإنه صدقة ومعونة له،رحمتی:أی يشبه الصدقة،ويشبه الأجرة كما سياتی إنشاء اللّٰه تعالٰی فی الوقف علٰی أن المفتٰی به مذهبًا لمتاخرين من جوازالاستئجارعلٰی تعليم القراٰن والإمامة والأذان للضرورة،آه.(۵۸۷/۱)(۱)

وفی الدرأيضًا:طالب التولية لايولی إلاالمشروط له النظر؛لأنه مولٰی فيريد التنفيذ.

وفيه أيضًا:ثم إذامات المشروط له بعد موت الواقف ولم يوص لأحد فولاية النصب للقاضی إذالا ولاية لمستحق إلا بتولية،آه.(۶۳۵/۳ـ۶۳۶)(۲)

وفی ردالمحتار:وفی البيری عن حاوی الحصيری عن وقف الأنصاری:فإن لم يكن من يتولٰی من جيران الواقف وقرابته إلابرزق ويفعل واحد من غيرهم بلارزق فذلک إلٰی القاضی ينظرفيما هوالأصلح لأهل الوقف.آه.

فيه أيضًا: ... من الأشباه:إذا ولی السلطان مدرسًاليس بأهل لم تصح توليتة؛لأن فعله مقيد بالمصلحة،خصوصًاإن كان المقررعن مدرس أهل،فإن الأهل لم ينعزل،وصرّح البزاری فی الصلح،بأن السلطان إذاأعطٰی غيرالمستحق فقد ظلم مرتين:بمنع المستحق،وإعطاء غيرالمستحق،آه.(۵۹۷/۳)(۳)

ان عبارتوں سے امور ذیل مستفاد ہوئے:

(۱)　سنت یہ ہے کہ احق بالامامۃ کو امام مقرر کیا جاوے۔

(۲)　اگر متولیانِ مسجد غیر احق کو مقرر کریں تو اس کی دو صورتیں ہیں،اگر وہ امامت کا اہل بھی نہیں،مثلاً مسائلِ صلوٰۃ سے جاہل ہے،یا قرآنِ قدر صلوٰۃ جواز پڑھنے سے عاجز ہے،یا فاسق ہے،تب تو متولیوں کے امام بنانے سے وہ امام ہی نہ ہوگا اور اگر متولی اس کو تنخواہ مسجد کی آمدنی سے دیں گے تو ظالم و گنہگار ہوں گے اور اگر اہل ہے،گو احق نہ ہو تو اس کا امام مقرر کرنا خلاف سنت ہے،مگر متوّلیان کو گناہ نہ ہوگا۔

(۳)　جب کوئی شخص امام راتب مقرر ہو جائے،بشرطیکہ وہ نااہل نہ ہو تو پھر وہی احق بالامامت ہے،گو اس کے

(۱)　كتاب الصلاة،باب الإمامة ،مطلب فی تكرار الجماعة فی المسجد.انيس

(۲)　كتاب الوقف،فرع طالب التولية،انيس

(۳)　كتاب الوقف،مطلب فی عزل الناظر ومطلب:لا يصح عزل صاحب وظيفة بلا جنحةٍ أو عدم أهلية،انيس

پیچھے اس سے افضل واکمل موجود ہوں۔

(۴) مستحقِ امامت کو قبل از تقرر بوجہ اپنے علم وفضل وغیرہ کے کسی امام کو امامت سے روکنے کا حق نہیں۔

(۵) جو شخص خود امام بننا چاہتا ہو وہ امامت کا مستحق نہیں، گو کیسا ہی افضل ہو، ہاں اگر اس کے سوا اور کوئی اہل نہ ہو تو وہی مستحق ہے، یا وہ بلاتنخواہ امامت پر راضی ہو اور دوسرے تنخواہ کے بغیر راضی نہیں تو متولیان کو وقف کی مصلحت پر نظر کرنا چاہیے اور جو مناسب ہو، اس کو امام مقرر کرنا چاہیے، اگر بلاتنخواہ امامت کرنے والا ویسے ہی پابندی کر سکے، جتنی تنخواہ والا کرتا ہے اور وہ احق بالامامت بھی ہو اور اکثر نمازی اس کو پسند بھی کرتے ہوں تو تنخواہ دار کا ایسی حالت میں رکھنا وقف کی مصلحت کے خلاف ہے۔

(۶) اگر واقف نے وقفِ مسجد میں امام کی تنخواہ مشروط کردی ہو تو وہ اجرت نہیں بلکہ وہ اعانت وامداد ہے، جو اتفاقاً جائز ہے، اور مشروط نہ کی ہو تو وہ اجرت ہے جو متأخرین کے نزدیک جائز ہے۔ واللہ اعلم

۲۲ر صفر ۴۱ ھ (امداد الاحکام: ۲/۱۱۹-۱۲۱)

جو شخص قرآن شریف اچھا پڑھتا ہے اس کی امامت:

سوال: [ایک شخص] قرآن خوانی میں یہ کہتا ہے کہ میرے برابر دوسرا کوئی شخص نہیں پڑھ سکتا اور میری نماز کسی مولوی کے پیچھے نہیں ہوتی۔

الجواب

اگرچہ وہ شخص قرآن اچھا پڑھتا ہے، مگر اس کے پیچھے کہ قرآن قدر ما یجوز پڑھے، نماز اس کی درست ہے، اور عالم جو قرآن بقدر ما یجوز پڑھتا ہو، اس کا امام ہونا حق ہے۔ اور یہ قول اس کا کہ میری نماز کسی کے ساتھ نہیں ہوتی، محض جہل، ناشی تکبر اور عجب سے ہے، دین کی بات نہیں۔

(مجموعہ کلاں، ص: ۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰) (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۱۵۷)

قاری خوش آواز کی امامت:

سوال: ایک شخص کہتا ہے کہ قاری خوش آواز کے پیچھے نماز پڑھنا افضل ہے اور دھیان اس کی قرأت ہی میں رہتا ہے اور کسی کی طرف دھیان نہیں جاتا کہ خدا اور رسول کا بھی خیال نہیں رہتا، یہ کہنا اس کا صحیح ہے، یا نہیں؟

الجواب

یہ کہنا اس کا غلط ہے، نماز قاری کے پیچھے پڑھنا افضل ہے اور خوش آوازی دوسری خوبی ہے کہ اس کی بھی تعریف

(۱) عن البراء بن عازب قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم: "زینوا القرآن بأصواتکم. (سنن أبی داؤد، کتاب الوتر، باب استحباب الترتیل فی القرآءۃ، رقم الحدیث: ۱۴۶۷، ص: ۱۷۶، بیت الأفکار، انیس) ==

حدیثوں میں آئی ہے۔(۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۹۸/۳)

اگر امام قرأت بہتر نہ کر سکے تو قاری کا انتظار مناسب ہے:

سوال: اگر جماعت تیار ہے اور امام مقررہ قرأت سے ناواقف ہے، ایک قاری وضو کر رہا تھا تو اس کا انتظار کیا جاوے، یا نہیں؟

الجواب

اس صورت میں انتظار قاری صاحب کا مناسب و بہتر ہے۔(۱) (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۷۸/۳)

استاذ کی موجودگی میں امامت:

سوال: ایک شخص امام، حافظ، قاری، مشروع وضع قطع میں نہایت نیک صالح، استاذ و والد و جملہ نمازی بہت خوش، ایک دن باصرار امام صاحب نے اپنے استاذ بزرگ بعمر ۷۰ سال سے نماز مغرب پڑھوادی، دو تین مقتدیوں نے ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھی، (بسبب باطنی)، کہیں اور جا کر مغرب کی نماز ادا کی، بعد میں امام صاحب سے کہا کہ اپنے استاذ سے نماز نہ پڑھوایا کریں، اس کے بعد امام صاحب نے استعفا دے دیا اور کہا کہ میری غیرت تقاضہ نہیں کرتی کہ استاذ محترم شہر کی کسی بھی مسجد میں ہوتے ہیں، ہر شخص کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ نماز یہی پڑھائیں، تمام شہر عزت کرتا ہے اور میں ان سے نماز کے لیے نہ کہوں میں برابر کہوں گا، اگر یہ شرط منظور ہو تو نماز پڑھاؤں گا ورنہ نہیں۔

امام صاحب نہیں چاہتے تھے کہ بغیر میری شرط منظور کئے نماز پڑھاؤں، برادری کے لوگوں نے امام کے والد پر دباؤ ڈالا اور والد نے اپنی برادری کی لاج رکھتے ہوئے نہ بیٹے کی شرط کی پرواہ کی، نہ استاذ کی بے عزتی کی، اور بیٹے کو مسجد میں لے جا کر خود مصلی پر کھڑا کر کے نماز پڑھوادی اور بعد میں والد نے نمازیوں سے معافی مانگی کہ بھائیو! امام صاحب سے جو کچھ غلطی ہوئی ہے، اس کی میں آپ سے معافی مانگتا ہوں، امام صاحب والد کے آگے کچھ نہ کہہ سکے، ایسی

== رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ليس منا من لم يتغن بالقراءة، قال: فقلت لإبن أبي مليكة: يا أبا محمد! أرأيت إذا لم يكن حسن الصوت قال يحسنه ما استطاع. (سنن أبي داؤد، كتاب الوتر، باب استحباب الترتيل في القراءة، رقم الحديث: ١٤٧١، ص: ١٧٧، بيت الأفكار، انيس)

(۱) اگر امام قرأت میں کوئی ایسی غلطی نہیں کرتا ہے جو مفسد صلوٰۃ وغیرہ ہے تو حکماً یہ امام مقرر دوسرے سے افضل ہے۔

(و) اعلم أن (صاحب البيت) ومثله إمام المسجد الراتب (أولى بالإمامة من غيره) مطلقاً. (الدر المختار) أي وإن كان غيره من الحاضرين من أعلم وأقرأ منه. (ردالمحتار، باب الإمامة: ١/٥٢٢) (مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، انيس)

البتہ امام بخوشی اس قاری کو امامت کی اجازت دے تو اس کے لیے اس کی اجازت ہے اور انتظار بہتر ہے۔ واللہ اعلم (ظفیر)

حالت میں جب کہ استاذ کی بےعزتی کی گئی اور والد نے بھی برداشت کرلی تو ایسی حالت میں امام کو والد کی اطاعت واجب ہے، یا استاذ کی بےعزتی گوارہ کرے اور استاذ کا ادب واحترام ختم کردے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

یہ تصور ہی غلط ہے کہ استاذ کی موجودگی میں شاگرد نماز پڑھادے تو استاذ کی بےعزتی ہوگئی، خاص کر جب کہ شاگرد کی درخواست پر بھی استاذ امام ہونا پسند نہ کرے، البتہ بلا وجہِ شرعی دل میں رنجش رکھنا بہت بُرا ہے،(۱) امام صاحب اگر فتنہ کو ختم کرنے کے لیے والد صاحب کا کہنا مانیں اور نماز پڑھادیا کریں تو اس میں نہ استاذ کی بےعزتی ہے اور نہ اور کوئی گناہ ہے، جو لوگ استاذ سے رنجش رکھتے ہیں ان کو دل صاف کرنا ضروری ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۴۹/۶-۳۵۰)

کم علم امام بڑے عالم کے باوجود امامت کرے گا:

سوال: جو امام کسی جگہ امامت پر متعین ہے اور اس جگہ دوسرا شخص اس سے علم میں زائد ہو تو بلا اجازت اس کے وہ امامت کرسکتا ہے، یا نہیں؟ اگر نہیں کرسکتا تو بلا اجازت نکاح خوانی کس طرح کرسکتا ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

احادیث اور روایاتِ فقہ سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ جو شخص امام کسی مسجد ومحلّہ کا ہو، اس کی موجودگی میں اس کی مرضی کے خلاف دوسرا امام نہ ہو،(۲) اور نکاح خوانی کے لیے شارع علیہ السلام نے قاضی نکاح کو معین اور مقرر نہیں کیا؛ بلکہ یہ

(۱) عن أبی هريرة رضی الله تعالٰی عنه قال: قال رسول الله صلی الله تعالٰی عليه وسلم: "لا يحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاث، فمن هجر فوق ثلٰث فمات دخل النار". (رواه احمد وابوا دؤد) (مسند الإمام أحمد، مسند أبی هريرة (ح: ۹۰۹۲)/سنن أبی داؤد، باب فيمن يهجر أخاه المسلم (ح: ٤٩١٤) انيس)

عن أبی خراش السلمی رضی الله تعالٰی عنه أنه سمع رسول الله صلی الله تعالٰی عليه وسلم يقول: "من هجر أخاه سنة، فهو كسفک دمه". (رواه أبوداؤد) (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب ما ينهٰی عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات: ٤٢٧/٢، قديمی)/(سنن أبی داؤد، باب باب فيمن هجر أخاه المسلم (ح: ٤٩١٥) انيس)

(۲) (و) اعلم أن (صاحب البيت) ومثله إمام المسجد الراتب (أولٰی بالإمامة من غيره) مطلقاً (الدر المختار) مطلقًا أی وإن كان غيره من الحاضرين من هو أعلم وأقرأ منه، إلخ. (ردالمحتار، باب الإمامة: ٥٢٢/١، ظفير) (الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب الإماماة، مطلب فی تكرار الجماعة فی المسجد: ٢٩٧/٢، دار الكتب العلمية، انيس)

(۳) قال أصحابنا: يجوز للمرأة أن تعقد النكاح لنفسها وتكون وكيلة للرجل فتعقد له وللولی فتزوج وليته وتزوج أمتها. (التجريد للقدوری، تولی المرأة عقد النكاح: ٤٣٥٢/٩، دار السلام القاهرة. انيس)

وللولی نكاح المجنونة والصغير والصغيرة ولو ثيباً فإن كان أباً أو جداً لزم وإن كان غيرهما ==

کام اولیاء کے سپرد کیا گیا ہے، جس کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے، (۳) پس نکاح خوانی کو امامت پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۸۱/۳-۸۲)

عالم اور معمولی خواندہ میں سے کس کو امام بنانا افضل ہے:

سوال: جماعت میں ایک عالم کے ہوتے ہوئے جس کے ساتھ کثیر جماعت راضی ہو، ایسے معمولی خواندہ آدمی کو امامت کی اجازت دینا، جس کے ساتھ قلیل جماعت راضی نہ ہو، جائز ہے، یا نہیں؟

(المستفتی: ۱۱۳- محمد عنایت حسین صاحب کھنور۔ ۲۶/رجب ۱۳۵۲ھ ۱۶/نومبر ۱۹۳۳ء)

الجواب

اتفاقیہ طور پر ایسا معاملہ پیش آجائے، تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے، البتہ مستقل طور پر افضل آدمی کو امام بنانا چاہیے، اس کا خلاف مکروہ ہے۔ (۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ (کفایت المفتی: ۸۱/۳)

مفت یا مشاہرہ لے کر نماز پڑھانے والوں میں سے کس کے پیچھے نماز افضل ہے:

سوال: ایک شخص سند یافتہ تمام علوم کا ہے اور حافظ وقاری ہے، ایک مسجد میں لوجہ اللہ نماز پڑھاتا ہے اور دوسرا شخص صرف حافظ وقاری ہے؛ لیکن تیس روپے ماہوار اجرت پر نماز پڑھاتا ہے، ان دونوں میں سے کس کے پیچھے نماز افضل ہے؟

الجواب

پہلے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا بہ نسبت دوسرے کے افضل ہے، اول اس لیے کہ وہ اعلم واقرا ہے، دوسرے اس لیے بھی کہ اس میں مسجد کا نفع ہے کہ تنخواہ دینی نہیں پڑتی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (امداد المفتین: ۲۷۹/۲)

تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

سوال (۱) امامت پر تنخواہ لینا جائز ہے، یا نہ؟ اور جو امام تنخواہ لے، اس کے پیچھے نماز درست ہے، یا مکروہ؟

مقررہ امام اور عالم مقتدی میں کون مستحق امامت ہے:

== فلهما الخيار إذا بلغا أو علما بالنكاح بعد البلوغ خلافاً لأبي يوسف، الخ. (ملتقى الأبحر، باب الأولياء والأكفياء: ۴۹۴/۱، دار الكتب لبنان. انیس)

(۱) ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۸۳/۱، انیس

(۲) ایک مسجد میں امام مقرر ہے اور ایک عالم بھی موجود ہے تو نماز کس کے پیچھے پڑھنی چاہیے؟ اور عالم کی نماز اس امام مقرر شدہ کے پیچھے صحیح ہے، یا نہیں؟

ایسے امام کی اقتدا، جس نے دو ماہ تک باوجود علم نجس جائے نماز پر نماز پڑھی اور لوگوں کو پڑھائی، درست ہے، یا نہیں؟

الجواب

(۱) امامت پر تنخواہ لینا درست ہے جیسا کہ کتب فقہ میں مصرح ہے، (۱) پس تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ کراہت نہیں ہے اور کچھ تردد نہ کرنا چاہیے۔

(۲) امام مقرر کے پیچھے ہی نماز پڑھنی چاہیے یہی افضل ہے اور عالم کی نماز امام مقرر کے پیچھے صحیح ہے۔

درمختار میں ہے:

ومثله إمام المسجد الراتب أولٰی بالإمامة من غیره مطلقاً أی وإن کان غیره من الحاضرین من هو أعلم وأقرأ منه. (ردالمحتار: ۵۲۲/۱) (۲)

جانماز اگر نجس ہے تو اس پر نماز پڑھنے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر موضع سجود وقدمین پاک ہے تو نماز صحیح ہے، ورنہ نہیں اور موضع یدین ورکبتین میں خلاف ہے کہ نماز فاسد ہوجاتی ہے، پس اگر ماسوا ان موضع کے کوئی جگہ جانماز کی نجس ہے تو نماز ہوجاتی ہے، اس صورت میں اعتراض کچھ نہیں ہے۔

درمختار باب شروط الصلوٰۃ میں ہے:

و(طهارة) مکانه أی موضع قدمیه أو إحداهما أن رفع الأخریٰ، وموضع سجوده اتفاقاً فی الأصح، لاموضع یدیه ورکبتیه علی الظاهر، إلخ.

شامی میں ہے:

وفی البحر: واختار أبو اللیث أن صلاته تفسد وصححه فی العیون. (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ۳۱۹/۳-۳۲۰)

جو پرہیز گار نہ امامت کرے، نہ اقتدا کرے، وہ گناہ گار ہے:

سوال: اگر کسی محلّہ یا گاؤں میں مسجد کا پیش امام کسی وجہ سے نماز پڑھانے نہیں آسکا اور اس کی جگہ کوئی بزرگ نماز

(۱) ولالأجل الطاعات (إلٰی قوله) ویفتٰی الیوم بصحتها لتعلیم القرآن والفقه والإمامة والأذان. (الدر المختار علٰی هامش ردالمحتار، مطلب فی الاستیجار علی الطاعات، ظفیر) (کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة: ۷۶/۷، دار الکتب العلمیة، بیروت، انیس)

(۲) کتاب الصلاة، باب الإمامة، انیس

(۳) ردالمحتار، باب شروط الصلاة: ۳۷٤/۱، ظفیر

پڑھادیں اور پورے گاؤں میں ایک ہی آدمی ایسا ہو جو خود بھی متقی اور پرہیز گار ہو اور وہ نہ خود امامت کرنا چاہتا ہے اور نہ ہی وہ کسی کے پیچھے نماز پڑھتا ہے تو شرعی نقطۂ نگاہ سے وہ آدمی اسلام میں کیسا ہے؟

الجواب

وہ شخص گناہگار رہے۔(۱) (آپ کے مسائل اوران کا حل:۴۲۸/۳)

نو وارد عالم کی امامت اور دوہرے فرش پر نماز کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماءِ شرع متین ان مسئلوں میں کہ!

(۱) مسجد میں اگر دوہرا فرش مع مقتدیوں وامام کے ہو تو درست ہے، یا نہیں؟

(۲) ایک امام جامع مسجد ہے اور وہ نماز کے فرائض اور واجبات وسنن وشکنندہ (نماز توڑنے والی چیزیں) وغیرہ بخوبی جانتا ہے اور قرآن شریف صحیح خواں ہے، مگر عالم نہیں، ایک عالم وارد ہوا تو نماز وہ امام حی جو ہمیشہ قدیم سے موجود ہے، پڑھاوے، یا وہ عالم نو وارد پڑھاوے؟ اور وہ عالم بلا اجازت امام حی کے نماز پڑھادے درست ہے، یانہیں؟ اور نماز بغیر اجازت امام حی کے موجود ہوتے عالم کو پڑھانی درست ہے، یانہیں؟ یا امام حی کو بلا اجازت عالم کے نماز پڑھانی درست ہے یانہیں؟ اوراس صورت خاص میں نماز ہو جاتی ہے، یانہیں؟

الجواب

(۱) دوہرے فرش پر نماز درست ہے۔

"وأن يجد حجم الأرض".(۲)

"تفسيره أن الساجد لو بالغ لا يتسفل رأسه أبلغ من ذلک فصح على طنفسة وحصير وحنطة وشعير وسرير".(۳)

(۲) صورت مذکورہ میں استحقاق امامت کا امام حی کو ہے، وہی نماز پڑھاوے، اس کو عالم کی اجازت کی کچھ

---

(۱) قال: الجماعة سنة مؤكدة لا يرخص لأحد التخليف عنها بغير عذر...إلخ.(الفتاوى السراجية، ص: ۱۵) (باب فى الصلاة بالجماعة، انيس)

أيضاً: ليس فى المحلة إلا واحد يصلح للإمامة لاتلزمه ولا يأثم بتركها، كما فى القنية.(الفتاویٰ الهندية: ۸٤/۱) (الباب الخامس فى الإمامة، الفصل الثانى فى بيان من هو أحق بالإمامة، انيس)

(۲) الدر المختار مع ردالمحتار، فصل صفةالصلاة: ۵۰۰/۱۔

(۳) الطحطاوى ۲۲۲/۱ (حاشية الطحطاوى على الدر المختار، باب صفة الصلاة، انيس)

(۴) یعنی مع الکراہۃ، البتہ اگر یہ امام حی قرآن غلط پڑھتا ہو اور عالم صحیح پڑھتا ہو تو امام حی کی امامت درست نہیں اور وہ عالم پڑھاوے، بشرطیکہ جواز کی حد تک قرآن نہ پڑھ پایا ہو۔

حاجت اور ضرورت نہیں اور اس عالم کو بغیر اجازت امام حی کے نماز پڑھانا نہ چاہیے اور اگر پڑھاوے تو نماز ہو جاوے گی، (۴) باقی استحقاق امام حی کو ہے۔

فی سنن أبی داؤد قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ولایؤم الرجل فی بیته ولافی سلطانه ولایجلس علی تکرمته إلا بأذنه. (ص: ۸۷)(۱)

وفیه أیضاً قال علیه السلام: من زارقومًا فلایؤمهم ولیؤمهم رجل منهم. (ص: ۸۹)(۲)

"دخل المسجد من هو أولٰی بالإمامة من إمام المحلة فإمام المحلة أولٰی، کذا فی القنیة". (۳) **واللّٰہ أعلم**

(امداد، ص: ۷۱، ج: ۱)(امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۳۴۷-۳۴۸)

جماعت میں عالم کی موجودگی کے باوجود متولی کی امامت:

سوال: ہماری جامع مسجد میں عصر کی نماز امام صاحب کی غیر حاضری کے سبب غیر عالم متولی نے پڑھائی، جبکہ اس کے علم میں یہ بات تھی، ایک عالم دین محلے کا باقاعدہ نمازی جماعت کی پہلی صف میں موجود ہے، کیا متولی کے لیے یہ افضل نہ تھا کہ عالم دین سے امامت کو کہتے ہیں؟

الجواب

جی ہاں! یہی افضل تھا۔ (۴) (آپ کے مسائل اوران کا حل: ۳/۴۲۷)

مقیم کی امامت اولیٰ ہے یا مسافر کی:

سوال: امامت مقیم کی اولیٰ ہے، یا مسافر کی؟

الجواب ـــــــ حامدًا ومصلیًا

مقیم کی امامت اولیٰ ہے۔

"الأحق بالإمامة الأعلم بأحکام الصلاة ... ثم المقیم علی المسافر". (۵) **فقط واللّٰہ سبحانه تعالٰی أعلم**

(۱) سنن أبی داؤد، کتاب الصلاة، باب من هو أحق بالإمامة؟ رقم الحدیث: ۵۸۲، انیس

(۲) سنن أبی داؤد، کتاب الصلاة، باب إمامة الزائر، رقم الحدیث: ۵۹۶، انیس

(۳) الفتاویٰ الهندیة: ۸۲/۱ (الباب الخامس فی الإمامة، الفصل الثانی فی بیان من هو أحق بالإمامة، انیس)

(۴) (والأحق بالإمامة) تقدیمًا ... الأعلم بأحکام الصلاة) فقط صحةً وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة (قوله تقدیمًا) أی علی من حضر معه ... إلخ. (ردالمحتار، باب الإمامة: ۵۵۷/۱)

(۵) الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۸۸/۱، سعید

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۲/۳/۱۳۹۰ھ۔
الجواب صحیح: نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۲/۳/۱۳۹۰ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۳۸/۶-۳۹)

عالم فاسق اور جاہل غیر فاسق میں احق بالامامۃ کون ہے:

سوال: فاسق عالم امامت کا زیادہ مستحق ہے، یا جاہل غیر فاسق، فاسق کے پیچھے ادائیگی کا حکم کیا ہے؟ مفصل جواب مع ادلہ مطلوب ہے۔

(المستفتی: محمد عبد اللہ مدرسہ روضۃ العلوم، پھولپور اعظم گڑھ)

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیًا

عالم فاسق احق بالامامۃ ہے، ھکذا فی الشامی، فی باب الاذان، جلد اول۔ (۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی۔ (حبیب الفتاویٰ: ۵۴/۲-۵۵)

متقی جس کی قرأت صحیح نہیں اور غیر متقی جس کی قرأت صحیح ہے؛ ان میں امامت کا زیادہ حقدار کون ہے:

سوال: ایک مسجد میں ایک بوڑھا شخص نماز پڑھاتا ہے، جس کا لباس بھی شرعی ہے اور وہ روزہ، نماز کا بھی پابند ہے اور اس کی داڑھی بھی شرعی ہے؛ لیکن قرأت صحیح نہیں ہے اور وہاں کے مقتدی بھی اس کو پسند نہیں کرتے؛ لیکن وہ خود بخود آگے بڑھ جاتا ہے اور ایک دوسرے صاحب ہیں، جو نماز، روزہ کے پابند تو ہیں؛ لیکن نہ تو لباس شرعی ہے اور نہ داڑھی؛ بلکہ داڑھی پر ہمہ وقت استرہ چلواتے رہتے ہیں، پینٹ، شرٹ پہنتے ہیں؛ لیکن جب نماز پڑھنے جاتے ہیں تو اس کو بدل کر لنگی اور کرتہ پہن لیتے ہیں، قرأت صحیح ہے۔ اس صورت میں نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار کون ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا: فی الدر: وفاسق وأعمی إلا أن یکون غیر الفاسق اعلم القوم فھو أولٰی. وفی الرد: مشٰی فی شرح المنیة علٰی أن کراھة تقدیمه کراھة تحریم. (ردالمحتار: ۴۱۴/۱) (۲)

عبارت بالا سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں امامت کا حق پابند شرع بوڑھے کو ہے، البتہ اگر بوڑھا قرأت بہت غلط پڑھتا ہے کہ ایسی غلطی لحن جلی میں داخل ہے تو امامت کا حقدار بوڑھا نہیں ہے، دوسرا شخص ہے، جس کی قرأت درست ہے۔

اور لحن جلی کی چار صورتیں ہیں:

(۱) جاہل سے مراد وہ شخص ہے، جو قرأت نہ کرسکتا ہو، نماز کے ابتدائی مسائل سے واقف نہ ہو۔
الأعلم بأحکام الصلاة صحةً وفساداً. (الدر المختار مع ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب الإمامة: ۵۵۷/۱، انیس)

(۲) الدر المختار مع ردالمحتار، کتاب الصلاة، باب الامامة: ۳۷۶/۱، نعمانیة، دیوبند

(۱) تبدیل حرف بہ حرف یعنی ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنا۔
(۲) حرکات کو بڑھا کر پڑھنا۔
(۳) حروف مدہ کو گرا کر پڑھنا
(۴) حرکات اور سکنات میں غلطی کرنا۔

لحن جلی کے ساتھ پڑھنے کی صورت میں بوڑھا امام بننے و بنائے جانے کا حقدار اس لیے نہیں ہے کہ لحن جلی حرام ہے اور بعض جگہ اس سے معنی بگڑ کر نماز بھی جاتی رہتی ہے۔ (جمال القرآن: ۷)

اور یہ ظاہر ہے کہ صحیح خواں فاسق کی امامت کی بہ نسبت نماز کے اندر قرأت میں لحن جلی زیادہ اشد ہے، نیز لحن جلی بالکل مشروع نہیں اور فاسق کی امامت مع الکراہۃ مشروع ہے۔

قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: صلوا خلف کل بر وفاجر. (۱) **واللّٰہ أعلم بالصواب**

کتبہ: عبداللہ غفرلہ ۱۰/۴/۱۴۰۸ھ۔ الجواب صحیح: محمد حنیف غفرلہ۔ (فتاویٰ ریاض العلوم: ۲/۴۴۰-۴۴۲)

زیادہ عمر والے متقی عالم کو امام بنانا افضل ہے:

سوال (۱) شہر کی ایسی جامع مسجد کہ جس میں ہر طبقہ کے لوگ علماء کرام و صوفیاء عظام وغیرہ نماز پڑھتے ہوں، ایسی مسجد میں امام کس طرح کا مقرر کرنا چاہیے؟

(۲) زید مولوی حافظ، متقی ۳۵-۳۶ / برس کا ہے، بکر صرف حافظ ۱۸-۱۹ / برس کا، مسائل ضروریہ وضو و نماز سے ناواقف، ان دونوں میں از روئے شرع مستحق امامت کون ہے؟

(۳) اگر ممبران یا مصلیان مسجد زید موصوف کے رہتے ہوئے بلا عذر شرعی بکر موصوف کو امام مقرر کریں تو ممبران کا یہ فعل مذموم مکروہ ہوگا یا نہیں اور ایسی صورت میں مسائل ضروریہ سے ناواقف بکر کے پیچھے نماز پڑھنے سے پرہیز کر سکتے ہیں، یا نہیں؟

(المستفتی: ۱۵۷۳، محمد عبدالحامد صاحب (آگرہ) ۲۶ / ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ ۶ / جولائی ۱۹۳۷ء)

الجواب

ظاہر ہے کہ عالم متقی اور زیادہ عمر والا زیادہ مستحق ہے؛ لیکن اگر بکر کا کوئی اور استحقاق ہے، مثلا ائمہ سابق کا وہ بیٹا ہے تو اس

(۱) عن أبی هريرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم :الجهاد واجب عليكم مع كل أمير برًا كان أو فاجراً والصلاة واجبة عليكم خلف كل مسلم برًا كان أو كان فاجرًا ، وإن عمل الكبائر ،إلخ.(أبوداؤد، كتاب الجهاد، باب فی الغزو مع أيمة الجور: ۳٤۳، قديمی)

(۲) (والاحق بالامامة) تقديمًا بل نصبًا (مجمع الأنهر) (الأعلم بأحكام الصلاة) فقط صحة و فسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة وحفظه قدر فرض، وقيل واجب، وقيل سنة .(الدرالمختار مع ردالمحتار: ۱/۵۵۷)

کو امامت کے لیے مقرر کرنا اور اس کا نائب نماز پڑھانے کے لیے متعین کر کے بکر کی تعلیم کا انتظام کر دینا جائز ہے۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔ (کفایت المفتی:۳/۹۸-۹۹)

پابند اور غیر پابند شریعت میں سے کس کی امامت افضل ہے:

سوال: جبکہ جامع مسجد میں ایک موروثی اور شریعت کی پابندی نہ کرنے والا اور دوسری مسجد میں پابند شریعت حافظ اور مسائل نماز سے بخوبی واقف آزاد امام نماز پڑھاوے تو کس جگہ نماز اکمل و افضل ہوتی ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

امامت کے لیے افضل وہ شخص ہے، جو مسائل نماز سے واقف ہے اور حافظ و صالح ہے۔(۱)

لیکن جن لوگوں کے محلّہ میں جو مسجد واقع ہے ان پر اپنے محلّہ کی مسجد کا حق زیادہ ہے اور ان اہل محلّہ کے لیے مسجد محلّہ میں نماز پڑھنا افضل ہے اور ان کو اسی مسجد میں ثواب جماعت کا حاصل ہوگا۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم دیوبند:۳/۹۸)

امامت کے لیے بہتر کون شخص ہے:

سوال: متعلقہ صحت امامت۔

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

اگر امام سود خوار کے ہاں روزہ افطار کرتا ہے تو وہ اپنا نقصان کرتا ہے، اس سے تمہاری نماز میں کوئی خلل نہیں، بیوی ہونا تو اچھی بات ہے؛ لیکن جس کے بیوی نہیں، اگر وہ اور باتوں کے لحاظ سے بیوی والے امام سے بہتر ہو تو اس کو ترجیح دی جائے گی، مثلاً متقی پرہیزگار ہو، قرآن مجید اچھا پڑھتا ہو، وغیرہ۔(۳)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔ (کفایت المفتی:۳/۱۲۲-۱۲۳)

پابند شریعت عالم کو امام بنانا افضل ہے:

(۱) والأحق بالإمامة تقديمًا بل نصبًا، إلخ ، الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحةً وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة،وحفظه قدرفرض،وقيل واجب ، وقيل سنة.(الدر المختار)

وهو الأظهر؛لأن هٰذا التقديم علٰى سبيل الأولوية.(الدر المختار علٰى هامش ردالمحتار،باب الإمامة : ۱/۵۱۸)

(۲) مسجد المحلة أفضل من الجامع إلاإذا كان إمامه عالماً(الأشباه)لعل الأفضلية بالنسبة إلٰى أهل المحلة دون غيرهم لئلا يؤدى إلٰى تعطيل مسجدالمحلة.(شرح حموى،الفصل الثانى،كتاب الصلاة،ص:۱۹۵،ظفير)

(۳) والأحق بالإمامة تقديمًا،بل نصبًاالأعلم بأحكام الصلاة فقط صحةً وفسادًا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة،إلخ.(الدر المختار :باب الإمامة ۱/۵۵۷)

(الجمعیۃ مورخہ ۱۰/اپریل ۱۹۲۷ء)

سوال: زید پابند شریعت ہے اور مسائل سے واقف ہے، دیندار اور متقی ہے، امامت اور درس وتدریس کا مشغلہ ہے اور عمرو صاحب اکثر نماز نہیں پڑھتے، عمر میں بڑے ہیں؛ لیکن محصل مدرسہ ہیں اور اس بستی میں جتنا مسلمانوں کو قرض سودی دیا جاتا ہے، اس کے محرر اور منیب ہیں، امامت کے لیے ان دونوں میں کون بہتر ہے؟

الجواب

صورت مسئلہ میں (زید امامت کا مستحق ہے اور عمرو جو نماز کا پابند بھی نہیں) اس کی امامت مکروہ ہے۔(۱)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی۔ (کفایت المفتی: ۱۲۵/۳-۱۲۶)

مسائل سے ناواقف اور غیر حاضر رہنے والے کی امامت:

سوال: ہمارے محلے کی مسجد میں ایک پیش امام صاحب ہیں، وہ صرف قرآن شریف پڑھے ہوئے ہیں، ان کو مسائل کا علم بھی نہیں ہے، اب کچھ عرصے سے انہوں نے لکڑیوں کا بیوپار شروع کر دیا ہے، بعض وقت وہ نماز میں غیر حاضر بھی رہتے ہیں۔

(المستفتی: نظیر الدین امیر الدین (املیزہ ضلع مشرقی خاندیس)

الجواب

تجارت کرنا تو ایسا فعل نہیں ہے، جس کی وجہ سے امامت مکروہ ہو، مگر ان کا نمازوں کے وقت میں غیر حاضر رہنا اور مسائل سے واقف نہ ہونا، یہ ایسی باتیں ہیں، جن کی وجہ سے دوسرا عالم حافظ امام مقرر کرنا جائز ہے۔(۲)

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔ (کفایت المفتی: ۱۲۱/۳-۱۲۲)

ریش دراز اور خشخشی داڑھی والے میں سے امامت کے لیے کون بہتر ہے:

سوال: ہمارے گاؤں میں دو امام ہیں: "ف"، "م"۔ "ف" بعمر ۵۰ سالہ سفید پوش ریش دار، حافظ قرآن پابند جماعت۔ "م" بعمر ۳۰-۴۰ سالہ، خشخشی داڑھی، ناظرہ قرآن خواں۔ مسجد سے تقریباً ہر وقت غائب اور ایک دفعہ بے وضو جماعت کرائی۔ تو اس حالت میں امامت کس کی بہتر ہے اور کون امام ہونا چاہیے؟

(۱-۲) والأحق بالإمامة تقديمًا، بل نصبًا الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحةً وفسادًا بشرط اجتناب الفواحش الظاهرة، إلخ. (الدر المختار مع رد المحتار: ۵۵۷/۱)

وكذا تكره خلف أمرد وشارب الخمر وأكل الرباء، إلخ. (الدر المختار: باب الإمامة: ۵٦۲/۱)

الجواب

اس صورت میں ''ف'' احق بالا مامت ہے اور نماز ''م'' کے پیچھے بھی ادا ہو جاتی ہے، مگر جبکہ وہ دین کے بارہ میں محتاط نہیں ہے اور داڑھی اس کی موافق شرع کے نہیں ہے اور کبھی اس نے بے وضو نماز پڑھائی ہے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۱۲۷-۱۲۸)

ایک شخص نے جنابت کا تیمّم کیا اور دوسرے نے حدث کا تو ان میں کس کی امامت افضل ہے:

سوال: ایک شخص نے جنابت کا تیمّم کیا اور دوسرے نے حدث کا اور دونوں علم اور ورع میں برابر ہیں تو امامت کس کی افضل ہوگی؟

الجواب

دونوں برابر معلوم ہوتے ہیں۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۳/۷۶)

☆☆☆

---

(۱) ویکرہ إمامة عبد إلخ وفاسق.(الدر المختار)

بل مشٰی فی شرح المنیة علٰی أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم، (ردالمحتار،باب ا لإمامة: ۵۲۳/۱،ظفیر)

(ایک قبضہ (مٹھی) ڈاڑھی رکھنا سنت ہے،اس سے چھوٹی کرانا ڈاڑھی کٹانے کے حکم میں ہے،اور یہ حرام ہے۔

(لا)یکرہ(دھن شارب و)لا(کحل)إذا لم یقصد الزینة أوتطویل اللحیة إذاکانت بقدر المسنون وهو القبضة، وأما الأخذ منها وهی دون ذلک کمایفعله بعض المغاربة،ومخنثة الرجال فلم یبحه أحد،وأخذ کلها فعل یهود الهند ومجوس الأعاجم.(الدر المختار مع ردالمحتار،کتاب الصوم،باب مایفسد الصوم وما لا یفسد،مطلب فی الأخذ من اللحیة:۱۵۵/۲،ظفیر)

(۲) لہٰذا قرعہ کے ذریعہ فیصلہ ہو، یا قوم کی اکثریت جس کی طرف ہو۔

''(فإن استووا یقرع)بین المستویین(أوالخیار إلٰی القوم)فإن اختلفوا اعتبر أکثرهم.(الدر المختار علٰی هامش ردالمحتار،باب الإمامة: ۵۲۲/۱ ،ظفیر)